

”سنبلستان“ تفتہ اور ”بوستان“ سعدی کا تقابلی جائزہ

(حمد باری تعالیٰ، مدح پیغمبر ﷺ اور کتاب کا سبب تالیف)

A critical analysis of "Sunblistan-e-Tafta" and "Boostan-e-Saadi"

ڈاکٹر اقصیٰ ساجد، اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ فارسی، دانشگاه جی سی لاہور

Dr. Aqsa Sajid Email: aqsasajid@gcu.edu.pk
Assistant Professor, Department of Persian, GCU, Lahore

ڈاکٹر غلام اکبر، ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ فارسی، دانشگاه جی سی لاہور

Dr. Ghulam Akbar Email: dr.ghulamakbar@yahoo.com
Associate Professor, Department of Persian, GCU, Lahore

ڈاکٹر خضریٰ تبسم، لیکچرر شعبہ اردو، دانشگاه ایل سی لاہور

Dr. Khizra Tabassum Email: khizraatabassum@gmail.com
Lecturer, Department of Urdu, LCWU, Lahore

Received: 3-4-2022 **Accepted:** 15-5-2022 **Online:** 28-6-2022

ABSTRACT

Munshi Har Gopal Tafta, the poet of "Sunblistan" and an inhabitant of Sakandar Abad, was a pupil and close friend of Ghalib Dehlvi. He used to write Persian verses and rarely in Urdu. According to the author of "Subh-e-Gulshan" Tafta wrote five Dewans and every Dewan consists of nearly thirteen thousand verses.

Sunblistan, apart from preface, has thirteen chapters as under:

On Piety; on Elegance; on Jealousy; on Condemnation of Devil; on Poetry; on Truth fullness; on Treachery of Woman; on Condemnation of Meanness; on Passionate love; on Death; on Revenge; on the Author and the End of Book.

In this article "Sunblistan" and "Boostan" have been critically examined and analysed with special reference to:

- Poetic style of Tafta and Saadi.
- Ethical ideas of both the poets.

Sunblistan, Tafta, Boostan, Saadi, Criticism.

سعدی کے زمانے میں شہر شیراز پر زاهدوں کی عملداری تھی، شیراز کے تمام گلی کوچوں میں خانقاہیں، عبادت گاہیں اور مساجد قائم تھیں۔ ظاہری طور پر شہر میں پرہیزگاری عام تھی لیکن درحقیقت ریاکاری کا راج تھا۔ جس مکروریا اور فریب کی تہمت زہاد اور، صوفیہ پر لگائی جاتی تھی، وہ شہر کے اصل مزاج کی نشاندہی کرتا تھا۔ اس صورت حال میں شہر کے اطراف و اکناف میں گناہ اور جرم عام تھے۔ شہر میں قحبہ خانے بھی تھے اور شراب اور عیش و عشرت کے طالب اگر ان قحبہ خانوں کا رخ نہیں کرتے تھے تو مغوں، عیسائیوں اور کبھی یہودیوں کے گھروں پر محتسب سے بے خطر ہو کر شراب میں مست ہو جاتے تھے۔ (۱)

تفتہ کے زمانے میں سرزمین ہندوستان کے سیاسی اور معاشرتی حالات مسلمانوں کے لیے مناسب نہ تھے۔ اس زمانے میں ہندوستان میں تیموری سلطنت کے خاتمے کے لیے سازشوں کا جو حال انگریزوں نے بنا تھا، ۱۸۵۷ء تا ۱۸۵۹ء کی بغاوت کے اختتام کے بعد کہ تاریخ ہندوستان میں جسے ”غدر“ کے نام سے یاد کرتے ہیں، بالآخر اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہوئے۔ اسی سال انگلستانی حکومت کی جانب سے کیے گئے اعلان کے مطابق آل انڈیا ایسٹ کمپنی کی حکومت کا بھی خاتمہ ہو گیا اور انگلستان کی ملکہ وکٹوریانہ ہندوستان کی سرزمین کو اپنے مقبوضات کا جزو قرار دے کر اپنے نمائندے کو انگلستان کا نائب السلطنت بنا کر برصغیر ہندوستان کے حاکم اعلیٰ کے طور پر بھیج دیا۔ ہندوستان کی تاریخ میں یہ عہد ”دورہ استعمار انگلستان“ کے نام سے سو سال تک جاری رہا۔ (۲)

استعمار کے اس زمانے میں ہندوستان کی سماجی اور سیاسی حالت بگڑ گئی اور معاشرہ بے راہ روی کا شکار ہو گیا۔

اس زمانے میں ہندوستان میں لکھی جانے والی مثنوی سنبلستان ہے جس کے مصنف مثنوی ہر گوپال تفتہ (۱۲۱۴ھ - ۱۲۹۶ھ - ۱۷۹۹ء - ۱۸۷۹ء) فارسی زبان کے پرگو شاعر اور غالب دہلوی (۱۷۹۷ء - ۱۸۶۹ء) کے چہیتے شاگرد تھے۔ وہ فارسی کے عظیم شاعر اور نثر نگار شیخ سعدی شیرازی سے بہت متاثر تھے۔ سعدی کی بوستان کی تقلید میں سنبلستان لکھی۔ (۳)

بوستان اور سنبلستان نامی مثنویوں کا آغاز خدائے پاک کی حمد و ثناء سے ہوتا ہے۔

بوستان اور سنبلستان کی بحر:

زیر بحث شعری فن پاروں کا موضوع تربیت اخلاق ہے جس کے بیان لیے بحر متقارب اختیار کی گئی فارسی شاعری کی روایت میں اخلاقی اور تربیتی نکات کے بیان کے لیے بحر متقارب رائج رہی ہے۔ نہ صرف نظامی اور فردوسی نے اخلاقی، تربیتی اور فلسفیانہ افکار اس بحر میں پیش کیے اور بحر متقارب ہی کو اس قسم کے مطالب کے بیان کے لیے مناسب سمجھا ہے

بلکہ قدماء کے نزدیک یہ بحر ابو شکور بلخی کی — ”آفرین نامہ“ کے ذریعے ”راحت الانسان“ نامی ایک نظم میں جو نو شیر وان سے منسوب ایک پسند نامہ میں شامل ہے اور سامانیوں کے عہد میں بھی توجہ کا مرکز رہی ہے۔ اور ان سب نے مثنوی کے قالب سے استفادہ کرتے ہوئے بحر متقارب کے وزن کو بتدریج اخلاقی نکات کے ضمن میں بھی جنگی داستانوں کی طرح ایک مضبوط روایت کے طور پر استعمال کیا ہے اور سعدی نے اس صنفِ سخن اور اس وزن کے ملاپ سے اپنی قدرت طبع کی نشاندہی کی ہے جو کہ فردوسی اور نظامی کا خاصہ بھی ہے۔ (۴)

سنبلستان اور بوستان کے مطلع:

بہ نام خُداوند جان آفرین

حکیم سخن در زبان آفرین (۵)

ترجمہ: اس خدا کے نام جو جان کا خالق ہے۔ وہ حکمت والا ہے جس نے زبان کو گویائی دی۔

بہ نام خُدا ی جہان آفرین

زمین آفرین آسمان آفرین (۶)

ترجمہ: اس خدا کے نام سے جس نے کائنات تخلیق کی زمین پیدا کی، آسمان بنایا۔

فارسی مطلع آرائی میں سعدی کا ایک خاص انداز ہے جو اس کی عربی شاعری میں بھی نمایاں ہے۔ شاید فارسی دانوں اور سعدی کے پڑھنے والوں کو معلوم ہو کہ سعدی کے مطلعوں کی توانائی اور قدرت انگیزی نے اسے عربی ادب کے ایک نمایاں نقاد ابو تمام کے مانند کر دیا ہے۔ سعدی اپنے قصائد اور غزلیات کے مطلعوں میں جس شیریں انداز میں سحر انگیزی کرتا ہے اس سے واضح ہے کہ وہ اپنی ”بوستان“ کے لافانی مطلعوں کو محض سرسری طور پر نہیں لیتا۔ (۷)

بوستان کے مطلع کا مفہوم اس آیہ قرآنی کی یاد دلاتا ہے۔ ”خلق الانسان علمہ البیان“ سورة الرحمن (۵۵) آیہ ۴، ۳: ہم نے انسان کو پیدا کیا، اسے بولنا سکھایا (۸) گفتگو یا بیان اپنا ماضی الضمیر بیان کرنے اور کسی کے افکار کو دوسروں کے لیے بیان کرنے کا ایک وسیلہ ہے۔ اس لحاظ سے بیان میں اشارہ، گفتگو اور تحریر تینوں شامل ہیں (۹)۔

منشی ہر گوپال تفتہ سعدی کی تقلید میں اپنی کتاب کا آغاز خدا کے نام سے کرتے ہیں جو کہ مسلمانوں کا شیوہ ہے۔ مسلمان ہر کام کے آغاز پر ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ پڑھتے ہیں۔ دونوں شاعر مطلعوں کو بسم اللہ الرحمن الرحیم کے طور پر لاتے ہیں لیکن بوستان کی مطلع آرائی میں اس کی سحر انگیز قوت بیان نے سعدی کو افسح المتکلمین بنایا ہے جبکہ منشی ہر گوپال تفتہ کی سنبلستان کے مطلع میں اس کا مشاہدہ نہیں کیا گیا۔

بوستان اور سنبلیستان کا آغاز:

سعدی مطلع کے بعد خدائے پاک کی صفات کہ وہ کریم، بخشنے والا اور معاف کرنے والا ہے، بیان کرنے کے بعد بوستان کا آغاز کرتے ہیں۔ وہ ذاتِ پاک کی تعریف یوں کرتے ہیں:

اگر با پدر جنگ جوید کسی
پدر بی گمان خشم گیر دبی
وگر خویش را ضعی نباشد ز خویش
چو بیگانگان بر اند ز پیش
وگر بندہ چاک نباشد بہ کار
عزیزش نداد د خداوند گار
وگر بر رفیقان نباشی شفیق
بہ فرسنگ بگریزد از تو رفیق
وگر ترک خدمت کند لشکری
شود شاہ لشکر کش از وی بری
ولیکن خداوند بالا و پست

بہ عصیان در رزق بر کس نیست (۱۰)

ترجمہ: اگر کوئی باپ کے ساتھ جنگ جوئی کرے تو باپ یقیناً بہت ناراض ہوتا ہے۔
اور اگر کوئی اپنا کسی اپنے سے خوش نہ ہو تو وہ اسے بیگانوں کی طرح اپنے پاس سے دھتکار دیتا ہے۔

اور اگر کوئی شخص اپنے کام میں ماہر نہ ہو تو خداوند تعالیٰ اسے عزیز نہیں رکھتا۔
اور اگر تو اپنے ساتھیوں پر شفیق نہ ہو تو وہ تجھ سے کوسوں دور بھاگتے ہیں۔
اور اگر کوئی لشکری / فوجی ترک خدمت کر دے تو فوج کا سردار اس سے قطع تعلق ہو جاتا ہے۔

اگلا شعر ان ابیات کا حاصل ہے۔

لیکن یہ پست و بلند کا خدا (کسی کے) گناہ پر کسی کا رزق بند نہیں کرتا۔

ان ابیات میں سعدی ایک کے بعد دوسرا منظر کھینچتا ہے اور اگلے شعر میں نتیجہ کا اعلان کرتا ہے جو بہت مؤثر دکھائی دیتا ہے۔ مثنیٰ ہر گویا پال تفتہ بھی خدا تعالیٰ کی صفات کے ذکر کے ساتھ سنبلیستان کا آغاز کرتے ہیں:

بہ ہر برگ رنگ وہ ہر غنچہ بو
 بہ این رنگ و بوجاہ جا، سوبہ سو
 بہ ہر قطرہ بحر وہ ہر بحر دُر
 ز دُرهای اودامن خلق پُر
 بہ ہر جسم جان وہ ہر جانشاط
 نشاط ابد چیدہ در ہر بساط
 بہ ہر ملک شاہ وہ ہر شاہ داد
 بہ داد اندرش خاطر خلق شاد (۱۱)

ترجمہ: پھول کی ہر پتی پر رنگ اور ہر غنچے میں خوشبو (ہے)، اس رنگ اور خوشبو میں (وہ) ہر جگہ، ہر سو (ہے)۔

ہر قطرے سے سمندر (ہے) اور ہر سمندر میں موتی۔ اس کے موتیوں سے مخلوق کا دامن پر ہے۔

ہر جسم میں جان اور ہر جان خوش (ہے) (اسی) ابدی خوشی نے ہر بساط بچھائی۔
 ہر مملکت میں بادشاہ اور ہر بادشاہ انصاف (پر قائم) اس کے انصاف کی وجہ سے رعایا کا دل خوش (ہے)

اس کے بعد تفتہ عناصر اربعہ اور ان کی خدا سے وابستگی کو یوں بیان کرتا ہے:

گر آہستہ بود دست آتش بہ جان
 تپان بر سر خاک و ہر سوراوان
 و گر خاک را بنی افتادہ است
 تن اندر رضا سر بہ سر دادہ است
 کند میل بالا اگر آتش است
 کہ ماوای بالاتری دلکش است
 چنان در ہوائی وی آشفته باد
 کہ گر گفتمہ باشیم ناگفتہ باد
 بہ ہر در مسافر بہ ہر کو غریب
 نہ جای سکونش نہ جای تکیب

ترجمہ: اگر پانی ہے تو روح کی آگ بھی ہے جو خاک پر ہر طرف بھڑکتی ہے۔
 اور اگر تو مٹی کو گرا ہوا دیکھے تو (جان لے کہ) اس کی رضا میں سر تسلیم خم کر لیا ہے۔

اگر آگ ہے تو بلندی کا رخ کرتی ہے کیونکہ بلندی دلکش ٹھکانہ ہے۔
اس کی محبت میں یوں بکھر جاؤ کہ جیسے ہمارا کہا ہوا بھی ان کہا ہو۔
ہر در پر مسافر اور ہر کوپے میں اجنبی۔ نہ سکون کی کوئی جگہ اور نہ صبر کا ٹھکانہ۔
آخری شعر پہلے اشعار کا حاصل ہے:

چُو آن چار را باشد این مرد می

از ان چار بُود دست خود آدمی (۱۲)

ترجمہ: جب یہ چار عناصر کسی انسان میں ہوں تو ان ہی چاروں سے آدمی ہے
مندرجہ بالا ابیات میں تفتہ نے بھی سعدی کی روش اپنائی ہے اور پہلے تو مختلف مناظر بیان کیے
اور اگلے شعر میں ایک نتیجہ اخذ کیا ہے۔
حمد باری تعالیٰ پر مشتمل ابیات کے آخر میں سعدی کے کلام پر عرفان کارنگ غالب آجاتا ہے
اور اس کی قلبی حالت یوں متغیر ہوتی دکھائی دیتی ہے:

نہ ہر جای مرکب تو ان تاختن

کہ جاہا سپر باید انداختن

وگر ساکی محرم راز گشت

بندد بہ روی در باز گشت

کسی را در این بزم ساغر دہند

کہ داروی بیہوشیش درد دہند

اگر طالبی کا این زمین طی کنی

نخست اسب باز آمدن پی کنی

تاہل در آیینہ دل کنی

صفائی بہ تدریج حاصل کنی

مگر بوی از عشق مست کند

طلبکار عہد الست کند

بہ پای طلب رہ بدانجا بری

وز ان جا بہ بال محبت پری (۱۳)

ترجمہ: ہر جگہ پر سواری نہیں دوڑائی جاسکتی (کیونکہ) بعض مقامات ایسے ہوتے ہیں جہاں
ہتھیار ڈال دینے چاہئیں۔

اگر کوئی سالک محرم راز ہو جائے تو اس پر واپسی کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

اس محفل میں پیالہ (ساغر) اسی کو دیتے ہیں جسے بے ہوشی کی دوا دینی ہو۔
 اگر کوئی طلبگار / طالب اس سرزمین کا سفر کرتا ہے تو سب سے پہلے۔۔۔
 اگر تودل کے آئینے پر غور کرے تو بتدریج صفائے قلب حاصل کر لیتا ہے۔
 شاید عشق کی خوشبو تجھے مست کر دے۔ تجھے عہد الست کا طالب بنادے تو پائے طلب اس
 راستے پر بڑھاتا ہے اس مقام سے محبت کے بال و پر کی مدد سے پرواز کرتا ہے۔
 ہم دیکھتے ہیں حتیٰ کہ جب اس پر مستی طاری ہو جاتی ہے تب بھی حدود شریعت کی پاسداری
 کرتا ہے۔

در این بحر جزر مدد را می زلفت
 گم آن شد کہ دنبال داعی زلفت
 خلاف پیہر کسی رہ گزید
 کہ ہر گز بہ منزل نخواہد رسید
 پسندار سعدی کہ راہ صفا
 توان رفت، جز بر پی مصطفیٰ (۱۳)
 ترجمہ: اس سمندر میں کوئی شخص بھی رہبر کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ وہ شخص گم ہو گیا جو دعا گو کے
 پیچھے نہ گیا۔
 جس کسی نے پیغمبر ﷺ کے خلاف راہ کا انتخاب کیا وہ ہر گز منزل پر نہیں پہنچ پائے گا۔
 سعدی گمان مت کر کہ تو راہ صفا پر مصطفیٰ کی پیروی کے بغیر جاسکتا ہے۔
 خدا تعالیٰ کی صفات کے بیان کے بعد منشی ہر گوپال تفتہ نے بھی عشق اور عرفان سے بھرپور
 اشعار کہے ہیں:

زماہی بود عشق اوتا بہ ماہ
 خدارا توان کرد یار ان نگاہ
 نہ تنہا بہ اشک خود دست ابر غرق
 خروشان بود در عدو بیتاب برق
 مدان قطرہ را اینکہ ریزد فرو
 ز ند بر زمین سر کہ دُور ست از و (۱۵)
 ترجمہ: اس کا عشق قعر زمین سے آسمان تک اللہ کو عاشق کی نظر سے دیکھا جاسکتا ہے۔
 نہ صرف اس کی آنکھوں سے بادل بیگانہ ہے بلکہ گرد بھی بے تاب ہے اور کڑک بھی چلا رہی
 ہے

یہ نہ سمجھ کہ قطرہ نیچے گر رہا ہے وہ اپنا سر زمیں پر پٹک رہا ہے کہ اس سے دور ہے
اگرچہ منشی ہر گوپال تفتہ، ہندو برہمن زادہ تھے لیکن سنبلستان کا وہ حصہ جو باری تعالیٰ کے لیے
مخصوص ہے اس میں ایسے والہانہ اشعار کہے ہیں جن سے ہر گز معلوم نہیں ہو سکتا کہ تفتہ ایک
ہندو تھے۔ ذیل میں دیے گئے اشعار ملاحظہ ہوں:

کہ روز جزا چون پریشان شوم
کند با من آن ہا کہ حیران شوم
(تفتہ بہ روز جزا ایمان دارد)
منم آنکہ با این ہمہ ہای و ہُو
نخواندم گھی غیر لا تقنطو
منم آنکہ ناید ز من جز گناہ
گناہ از من و جملہ عفو از الہ (۱۶)

ترجمہ: کہ روز جزا میں جب میں پریشان ہو جاؤں تو (وہ) میرے ساتھ ایسا کرے کہ میں حیران
ہو جاؤں (تفتہ روز جزا پر ایمان رکھتا ہے)
میں وہ ہوں کہ اس تمام شور و غل کے باوجود کبھی ”لا تقنطو“ کے علاوہ کچھ نہیں پڑھتا۔
میں وہ ہوں کہ گناہ کے علاوہ کچھ نہیں کرتا گناہ میں کرتا ہوں اور سب گناہوں کو (وہ) معبود
معاف فرماتا ہے۔

بوستان اور سنبلستان کے حمدیہ مقطع:

پندار سعدی کہ راہ صفا
توان رفت جز بر پی مصطفیٰ (۱۷)

ترجمہ: مت سمجھو کہ سعدی راہ صفا پر مصطفیٰ ﷺ کی پیروی کے بغیر جاسکتا ہے۔

محمد (ص) فرستاد و رحمت نمود

محمد (ص) طریق شریعت نمود (۱۸)

ترجمہ: اس نے محمد ﷺ کو بھیجا اور رحمت کا ظہور کیا۔ محمد ﷺ نے شریعت کا راستہ دکھلایا۔

دونوں شعراء نے حمدیہ مطالب کو حضرت محمد ﷺ کے نام کے ساتھ مکمل کیا ہے۔

بوستان میں مدح پیغمبر ﷺ اور سنبلستان میں نعت محمد ﷺ:

حمد باری تعالیٰ کے بعد سعدی اور تفتہ نے حضرت محمد ﷺ کی مدح بیان فرمائی ہے۔

سعدی شیرازی نے پیامبر اکرم کی تعریف و توصیف کریم السجایا (ص)، جمیل
الشمیم (ص)، نبی البرایا (ص)، شفیع الامم (ص)، امام رسل (ص)، پیشوا سبیل (ص)، امین

خُدا (ص)، مہبطِ جبریل (ص)، شفیع الوریٰ (ص)، امام الہدیٰ (ص)، شفیع (ص)، مطاع (ص)، نبی کریم (ص)، قسیم (ص)، جسیم (ص)، نسیم (ص)، وسیم (ص) و نبی الورا (ص) جیسے خوبصورت القاب سے کی ہے۔ اشعار ملاحظہ ہوں :

کریم السجایا جمیل الشیم

نبی البر یا شفیع الامم

امام رسل پیشوا ی سبیل

امین خُدا مہبطِ جبریل

شفیع الوریٰ خواجہ کُعث و نشر

امام الہدیٰ صدر دیوان حشر

شفیع مطاع نبی کریم

قسیم جسیم نسیم وسیم

چہ نعت پسندیدہ گویم ترا

علیک السلام ای نبی الورا (۱۹)

منشی ہر گوپال تفتہ نے بھی نعت رسول مقبول ﷺ میں امام رسل، اشرف انبیاء، نبی الوریٰ (ص)، سید المرسلین (ص)، ختم رسل (ص)، شفیع الامم (ص) اور شفیع جیسے بہت خوبصورت القاب تحریر کیے ہیں۔ ابیات زیر ملاحظہ فرمائیے:

امام رسل اشرف انبیاء

مقدم نشین صف انبیاء

نبی الوریٰ سید مرسلین

نہ سید جزاین نبی غیر ازین

جہان خرم از نام ختم رسل

بہ باغ رسالت عجب تازہ گل

کند امت خویش را محترم

بود روز محشر شفیع الامم

ازین پس من و بارگاہ رفیع

بہ و جہی کہ دارم محمد (ص) شفیع (۲۰)

ترجمہ: آپ رسولوں کے امام، اشرف انبیاء، انبیاء کی صف میں سب سے آگے بیٹھنے والے (ہیں)۔

نبی الوری، سید مرسلین! نہ آپ کے بعد کوئی پیشوا ہے نہ آپ کے بعد نبی۔
ختم رسل کے نام سے ایک جہان خوش و خرم ہے۔ وہ باغ رسالت کا کیسا تروتازہ پھول ہے۔
وہ اپنی امت کو محترم بناتے ہیں۔ روز محشر وہ اپنی امت کی سفارش کرنے والے ہیں۔
اس کے بعد میں ہوں اور ان کی بارگاہ اقدس ہے کہ میرا چہرہ شفاعت کرنے والے محمد ﷺ
کی جانب ہے۔

نعت اور حضرت پیامبر کی صفات کے بیان کے بعد سعدی واقعہ معراج کے بارے میں بھی چند
اشعار لاتے ہیں ایک مقام پر جبرئیل فرماتے ہیں:
اگر یک سر موی بر تر پر م
فروغ تجلی بسوزد پر م (۲۱)
ترجمہ: اگر میں بال برابر بھی آگے اڑوں تو تجلی کے سوز سے میرے پر جل جائیں۔
تفتہ بھی واقعہ معراج کے بارے میں چند اشعار بیان فرماتے ہیں، ملاحظہ ہوں:

ز معراج او تاجہ دیگر بیان
درین رہ پران ہوش افلاکیان
خرد را بود پای چند آنکہ لنگ
بہ وہم است صد چند ازان عرصہ ننگ
خیال اندر ان رہ کہ پامی خورد
قیاس من و تو کجائی برد (۲۲)
ترجمہ: ان کی معراج کے بارے میں اور کیا بیان ہو کہ اس راہ میں افلاکیوں کے (بھی) ہوش
اڑ جاتے ہیں۔

اس راستے میں خیال کے قدم لٹکھڑاتے ہیں پھر میرا اور تیرا گمان اس کا احاطہ کیسے کر سکتا ہے

اور اس کے بعد سعدی پیامبر اور ان کی آل کا دامن تھام کر کہتا ہے:

خدا یا بہ حق بنی فاطمہ
کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی و قبول
من و دوست و دامن آل رسول (۲۳)

ترجمہ: اے خدا! بنی فاطمہ کے صدقے میرا خاتمہ ایمان پر کرنا۔
چاہے تو میری دعا رد کرے یا قبول میں آل رسول کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑوں گا۔

بہ عشقش ہمہ عمرم آید بہ سر

بود محو او سر بہ سر دل دگر

دم مرگ گرد زخم سوی او

کہ فرض است کردن سوی قبلہ رو (۲۴)

ترجمہ: اس کے عشق میں میری تمام عمر بسر ہو گئی پورا دل پھر سے اس کی (یاد) میں مجبور ہو گیا۔

موت کے وقت میرا چہرہ اس کی جانب ہو جائے جو کہ قبلہ کی جانب کرنا فرض ہے۔

اور تفتہ دو آخری اشعار میں آل رسول ﷺ اور بارہ اماموں پر درود بھیجتا ہے:

پس از نعت اواز من کا مجو

درود از سر صدق بر آل او

درود خدا بر دہ ود و امام

بہ حق محمد علیہ السلام (۲۵)

ترجمہ: اس کی نعت کے بعد مجھ جیسے مطلب پرست کی طرف سے اس کی آل پر بہت خلوص سے

درود ہو۔

محمد علیہ السلام کے صدقے دو اماموں اور خدا پر درود ہو۔

مجموعی طور پر سعدی نے مدح پیغمبر ﷺ میں ۳۱ اشعار اور تفتہ نے ۹۸ اشعار کہے ہیں۔

بوستان اور سنبلستان کی تحریر کا سبب:

نام، حمد اور صفات پیغمبری کے بیان کے بعد سعدی بوستان کی وجہ تالیف بیان کرتا ہے۔ اس

حصے میں وہ اپنے اشعار سے یوں اشارہ کرتا ہے:

تمتع بہ ہر گوشہ ای یافتم

ز ہر خرمنی خوشہ ای یافتم

ترجمہ: میں نے ہر جگہ سے فائدہ اٹھایا۔ ہر خرمن سے ایک خوشہ حاصل کیا

اور اس کے بعد بوستان کا موضوع یوں بیان کرتے ہیں کہ:

بہ دل گفتم از مصر قند آورند

بر دوستان ار مغانی برند

مرا اگر تھی بود از آن قند دست

سخنهای شیرین ترا ز قند هست

نہ قندی کہ مردم بہ صورت خورند

کہ ارباب معنی بہ کاغذ برند (۲۶)

ترجمہ: میں نے دل میں کہا کہ لوگ مصر سے شیرینی لاتے ہیں۔ اپنے دوستوں کو تحفہ پیش کرتے ہیں

اگر میرے ہاتھ اس شیرینی سے خالی ہیں تو میرا کلام اس سے بھی زیادہ میٹھا ہے۔
یہ وہ مٹھائی نہیں کہ لوگ اسے ظاہر اکھائیں بلکہ دانا لوگ اسے کاغذ کے ذریعے حاصل کرتے ہیں۔ (۲۷)

ترجمہ: زمانے کے مصائب کو جھیلنے ہوئے سترہ سال ہو گئے۔
نہ کوئی مشفق، نہ کوئی ساتھی نہ کوئی امید وہی لب پر فریاد اور دل میں آہ۔
تشویش میں تھا کہ اب کیا کروں۔ نہ دل رہا نہ جان اب کیا باروں۔ لیکن ہر گھڑی خدا پر نظر تھی کہ خدا کے علاوہ کون فریاد سننے والا ہے۔

اس کے بعد تفتہ ظہور علی نامی ایک شخص کی تعریف کرتے ہیں کہ جس نے اپنے بیٹے محمد سلمان کے ایصال ثواب کے لیے اس مثنوی کی تصنیف پر اسے مجبور کیا تھا، اشعار ملاحظہ ہوں:

کہ مردی نکو سیرت و حق شناس
صفائی درونش برون از قیاس
اگر پر سیم نامش از خوشدلی
خود اول ظہور است و آخر علی
بگفت از محمد سلیمان من
حدیثی است کاید نہ اندر سخن
در بلیغ از محمد سلیمان در بلیغ!
بدی وقت مرگش بہ من کاش تیغ!
توان گفت یک مثنوی آنچنان
کہ گردد از ان حال اُوہم عیان
چہ نظم آنکہ خنجر بہ دل ہا ز ند
ز خونخواری دم بہ ہر جاز ند
بہ روح لطیفش دُعا ہا رسد
ز خوانندگان مر حبا ہا رسد (۲۸)

ترجمہ: کہ اے نیک سیرت اور حق شناس شخص تھا کہ جس کی باطنی خوبیاں بیان سے باہر ہیں۔

اگر مجھ سے اس کا نام پوچھیں تو خوشدلی سے اس کے آغاز میں ظہور اور آخر میں علی ہے۔
 اس نے کہا میرے محمد سلمان کی ایک بات ہے جو بیان نہیں کی جاسکتی۔
 افسوس محمد سلمان افسوس! کاش اس کی موت کے وقت میرے پاس تلوار ہوتی!
 ایک ایسی مثنوی کہی جاسکتی ہے جس سے اس کا حال بھی عیاں ہو۔
 کیا نظم ہے جو دلوں پر خنجر چلاتی ہے۔ جس کی خونخوارگی سے سانس رک جاتا ہے۔
 اس کی پاکیزہ روح تک دعائیں پہنچیں، پڑھنے والوں کو سلام پہنچے۔
 سعدی اس حصے میں بوستان کے دس ابواب کے نام چھ اشعار میں بیان کرتا ہے بوستان کو ایک
 محل سے تشبیہ دیتا ہے اور اس سے تربیت کے دس ابواب سے کھولتا ہے۔
 چو این کاخ دولت پر داختم
 براودہ دراز تربیت ساختم
 ترجمہ: جب میں نے سلطنت کے اس محل کو تعمیر کیا (پرداختم) اس پر تربیت کے دس
 دروازے بنائے۔

اس کے بعد ہر ایک کو ایک نام و نشان یوں عطا کرتا ہے۔

یکی باب عدلست و تدبیر و رای
 نگهبانی خلق و ترس خدای
 دوم باب احسان و نھادام اساس
 کہ منعم کند فضل حق را سپاس
 سوم باب عشق است و مستی و شور
 نہ عشقی کہ بندند بر خود بہ زور
 چھارم تو اضع، رضا پنجمین
 ششم ذکر مرد قناعت گزین
 بہ ہفتم دراز عالم تربیت
 بہ ہشتم دراز شکر بر عافیت
 نہم باب توبہ است و راہ صواب
 دہم در مناجات و ختم کتاب (۲۹)

ترجمہ: ایک باب ”عدل و تدبیر و رای“ ہے جو مخلوق کی نگہبانی اور خدا کا خوف پیدا کرتا ہے۔
 میں نے دوسرے باب کی بنیاد احسان پر رکھی ہے کیونکہ منعم ہی خدا کے فضل کا شکر ادا کرتا
 ہے۔

تیسرا باب ”عشق و مستی و شور“ ہے طاقت کے بل بوتے پر عشق کو مقید نہیں کیا جاسکتا۔
چوتھا تواضع، پانچواں رضا، چھٹا قناعت پسند لوگوں کے ذکر کے بارے میں
ساتواں باب ”عالم تربیت“ اور آٹھواں ”عافیت پر شکر“ کے بارے میں
نواں باب ”توبہ اور راہِ صواب“ اور دسواں مناجات اور ختم کتاب کے بارے میں۔
منشی تفتہ بھی سنبلستان کے ۱۳، ابواب کوئے اشعار میں یوں بیاں فرماتے ہیں:

یکی بابِ حقِ بنی است و رضا
نکوکاری و زهد و فقر فنا
دوم در ظرافت سوم در حسد
چهارم بہ ابلیسی مردِ بد
بہ نیک و بد شاعران پنجمین
ششم راستی را بود بالیقین
بہ کید زنان ہفتم آمد دگر
بہ جز نامِ خست بہ ہشتم مبر
بہ عشق و محبت نہم بودہ است
دہم مسلکِ موت پیمودہ است
دہ ویک کند آگہ از انتقام
دہ و دوبہ ذکر مصنف تمام
بُد ایجادہ و دو امام مراد
دہ و سہ بہ ختم اندر آید زیاد (۳۰)

ترجمہ: بابِ اول حقِ بنی، رضا، نیکوکاری، زهد، فقر اور فنا سے متعلق ہے۔
دوسرا ظرافت، تیسرا حد، چوتھا برے آدمی کی بد فطرتی (ابلیسی) کے بارے میں۔
پانچواں اچھے اور برے شعراء کے بارے میں، چھٹا سچائی پر یقین کے بارے میں ہے۔
ساتواں باب خواتین کے بارے میں ہے۔ آٹھویں کا نام کنجوسی کے سوانہ لو۔
نواں عشق و محبت کے بارے میں ہے۔ دسویں میں موت کا ذکر ہے۔
گیارہواں باب انتقام سے آگاہ کرتا ہے، بارہواں ذکرِ مصنف کے بارے میں ہے۔ یہاں میری
مراد بارہ اماموں سے ہے تیرہواں اختتام کتاب پر مشتمل ہے۔

سعدی اس حصے کے آخر میں ابو بکر بن سعد زنگی اور سعد بن ابی بکر بن سعد کی مدح کرتا ہے۔ سعد بن ابی بکر کی تعریف میں اپنی تمام نیک خواہشات کے ساتھ اس کے اقتدار کے عروج کے بارے میں فرماتے ہیں:

تو ہم گردن از حکم داور میچ

کہ گردن نیچہ ز حکم تو میچ

ترجمہ: تو بھی منصف کی حکم عدولی نہ کر کیونکہ تیرے حکم سے کسی کو مجال انکار نہیں اس کے بعد اس کی رہنمائی کر کے اسے سیدھا راستہ یوں دکھاتے ہیں:

رہ این است، روی از طریقت متاب

بنہ گام و کامی کہ داری بیاب (۳۱)

ترجمہ: یہی (اصل) راستہ ہے، طریقت سے روگردانی نہ کر، قدم اٹھا اور اپنا مقصد حاصل کر لے۔

اس حصے سے معلوم ہوتا ہے کہ سعدی کا روئے سخن ابو بکر بن سعد زنگی فارس کا فرمانروا تھا۔ لیکن تفتہ کا روئے سخن کسی بادشاہ کی طرف نہیں تھا بلکہ عوام الناس کی طرف تھا جس کی وجہ سے اس کا کلام آسان اور سہل ہے۔

اختتامیہ:

سنبلستان کے متعلقہ حصوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ منشی ہر گوپال تفتہ نے ہو بہو سعدی کی تقلید کی ہے۔ لیکن یہ امر باعث توجہ ہے کہ ہندو نژاد اور ہندو مذہب ہونے کے باوجود تفتہ کے حمد باری تعالیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ کی شان میں کہے گئے نعتیہ اشعار اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ وہ توحید رسالت اور روز قیامت پر پختہ ایمان رکھتا تھا۔

حوالہ جات:

- ۱۔ زرین کوب، حدیث خوش سعدی، تہران: سخن، ۱۳۷۹ ش، ص ۱۱-۳
- ۲۔ علی رضا نقوی، تذکرہ نویس فارسی در ہندو پاکستان، تہران: ۱۳۴۳ ش، ص ۵۷۹
- ۳۔ شریف حسین قاسمی، ہندستانی فارسی ادب، نئی دہلی: انڈوپرشین سوسائٹی، ۲۰۱۱ء، ص ۳۹۶
- ۴۔ زرین کوب، حدیث خوش سعدی، تہران: سخن، ۱۳۷۹ ش، ص ۷۲-۷۳
- ۵۔ سعدی، کلیات سعدی، تہران: امیر کبیر، طبع پنجم، ۱۳۶۵ ش، ص ۲۰۱
- ۶۔ تفتہ، سنبلستان، لکھنؤ: نول کشور، ۱۲۸۲ھ، ص ۲

- ۷۔ جعفر مؤید، بازیافت بوستانی های سعدی، شیراز: نشر ایما، طبع اول، ۱۳۷۷، ص ۲۲
- ۸۔ یوسفی، بوستان سعدی، تهرآن: خوارزمی، طبع پنجم ۱۳۷۵ش، ص ۲۰۳
- ۹۔ خزایی، شرح بوستان، بی جا: سازمان انتشارات جاویدان، بی تا، ص ۱
- ۱۰۔ آذر، سعدی شناسی، تهرآن: نشر میترا، طبع اول ۱۳۷۵ش، ص ۱۴۵-۱۴۶
- ۱۱۔ تفتہ، سنبلستان، لکھنؤ: نول کشور، ۱۲۸۲ھ، ص ۳
- ۱۲۔ ایضاً
- ۱۳۔ آذر، سعدی شناسی، تهرآن: نشر میترا، طبع اول ۱۳۷۵ش، ص ۱۴۶
- ۱۴۔ ایضاً
- ۱۵۔ تفتہ، سنبلستان، لکھنؤ: نول کشور، ۱۲۸۲ھ، ص ۲
- ۱۶۔ ایضاً
- ۱۷۔ سعدی، کلیات سعدی، تهرآن: امیرکبیر، طبع پنجم، ۱۳۶۵ش، ص ۲۰۳
- ۱۸۔ تفتہ، سنبلستان، لکھنؤ: نول کشور، ۱۲۸۲ھ، ص ۱۰
- ۱۹۔ سعدی، کلیات سعدی، تهرآن: امیرکبیر، طبع پنجم، ۱۳۶۵ش، ص ۲۰۳-۲۰۴
- ۲۰۔ تفتہ، سنبلستان، لکھنؤ: نول کشور، ۱۲۸۲ھ، ص ۱۵ تا ۱۰
- ۲۱۔ آذر، سعدی شناسی، تهرآن: نشر میترا، طبع اول ۱۳۷۵ش، ص ۱۴۶
- ۲۲۔ تفتہ، سنبلستان، لکھنؤ: نول کشور، ۱۲۸۲ھ، ص ۱۱
- ۲۳۔ آذر، سعدی شناسی، تهرآن: نشر میترا، طبع اول ۱۳۷۵ش، ص ۱۴۶
- ۲۴۔ تفتہ، سنبلستان، لکھنؤ: نول کشور، ۱۲۸۲ھ، ص ۱۵
- ۲۵۔ ایضاً
- ۲۶۔ آذر، سعدی شناسی، تهرآن: نشر میترا، طبع اول ۱۳۷۵ش، ص ۱۴۷
- ۲۷۔ تفتہ، سنبلستان، لکھنؤ: نول کشور، ۱۲۸۲ھ، ص ۱۵
- ۲۸۔ ایضاً، ص ۱۶-۲۴
- ۲۹۔ آذر، سعدی شناسی، تهرآن: نشر میترا، طبع اول ۱۳۷۵ش، ص ۱۴۸
- ۳۰۔ تفتہ، سنبلستان، لکھنؤ: نول کشور، ۱۲۸۲ھ، ص ۲۵
- ۳۱۔ آذر، سعدی شناسی، تهرآن: نشر میترا، طبع اول ۱۳۷۵ش، ص ۱۴۸

References: (Roman Urdu)

1. Zareenkub, Hadis-e-Khush-e-Sadi, Tehran: Sukhan, 1379, P 11-13.
2. Ali Raza Naqvi, Tazkira Navisi e Farsi Dar Hind o Pakistan, Tehran, 1343, p 579.
3. Sharif Hussain Qasmi, Hindustani Farsi Adab, New Delhi: Indopersian Society, 2011, p 396.
4. Zareenkub, Hadis-e-Khush-e-Sadi, Tehran: Sukhan, 1379, P 72-73.
5. Sadi, Kulyat e Sadi, Tehran: Amir Kabir, 5th Edition, 1365, p201.
6. Tafta, Sunblistan, Lacknow, Novalkishor, 1282AH, p 2
7. Jafar Muyad, Bazyaft e Boostani Ha e Sadi, Sheraz: Nashr e Ima, 1st Edition, p 22
8. Yusafi, Boostan e Sadi, Tehran: Khwarizmi, 5th Edition, 1375, p 203
9. Khazaili, Sharh e Boostan, Bi Ja, Sazman e Intasharat e Javedan, Bi Ta, p 1
10. Azar, Sadi Shanasi, Tehran: Nashr e Mitra, 1st Edition, 1375, p 145-146
11. Tafta, Sunblistan, Lacknow, Novalkishor, 1282AH, p 3
12. As above
13. Azar, Sadi Shanasi, Tehran: Nashr e Mitra, 1st Edition, 1375, p 146
14. As above
15. Tafta, Sunblistan, Lacknow, Novalkishor, 1282AH, p 2
16. As above
17. Sadi, Kulyat e Sadi, Tehran: Amir Kabir, 5th Edition, 1365, p 203.
18. Tafta, Sunblistan, Lacknow, Novalkishor, 1282AH, p 10
19. Sadi, Kulyat e Sadi, Tehran: Amir Kabir, 5th Edition, 1365, p 203-204.
20. Tafta, Sunblistan, Lacknow, Novalkishor, 1282AH, p 10-15
21. Azar, Sadi Shanasi, Tehran: Nashr e Mitra, 1st Edition, 1375, p 146
22. Tafta, Sunblistan, Lacknow, Novalkishor, 1282AH, p 11

23. Azar, Sadi Shanasi, Tehran: Nashr e Mitra, 1st Edition, 1375, p 146
24. Tafta, Sunblistan, Lacknow, Novalkishor, 1282AH, p 15
25. As above
26. Azar, Sadi Shanasi, Tehran: Nashr e Mitra, 1st Edition, 1375, p 147
27. Tafta, Sunblistan, Lacknow, Novalkishor, 1282AH, p 15
28. As above p 16-24
29. Azar, Sadi Shanasi, Tehran: Nashr e Mitra, 1st Edition, 1375, p 148
30. Tafta, Sunblistan, Lacknow, Novalkishor, 1282AH, p 25
31. Azar, Sadi Shanasi, Tehran: Nashr e Mitra, 1st Edition, 1375, p 148

ماخذ:

- آذر، دکتر امیر اسماعیل، سعدی شناسی، تهران: نشر میترا، اول/ ۱۳۷۵ش۔
- تفتہ، منشی ہرگوپال، سنبلستان، لکھنؤ: نول کشور، ۱۲۸۲ق۔
- جعفر مؤید شیرازی، بازیافت بوستانی های سعدی، شیراز: نشر ایما، اول/ ۱۳۷۷ش
- خزایی، ڈاکٹر محمد، شرح بوستان، بی جا: سازمان انتشارات جاویدان، بی تا۔
- زرین کوب، ڈاکٹر عبدالحسین، حدیث خوش سعدی، تهران: سخن، ۱۳۷۹ش۔
- سعدی، مصلح الدین، کلیات سعدی، بہ اہتمام محمد علی فروغی، تهران: امیر کبیر، طبع پنجم، ۱۳۶۵ش۔
- شریف حسین قاسمی، ہندستانی فارسی ادب (چند تحقیقی مقالات)، نئی دہلی: انڈو پرشین سوسائٹی، ۲۰۱۱ء
- علی رضا نقوی، دکتر سید، تذکرہ نویسی فارسی در ہندوپاکستان، تهران: علمی، ۱۳۷۵ش۔
- یوسفی، غلام حسین، بوستان سعدی، تهران: خوارزمی، طبع پنجم، ۱۳۷۵ش۔